خطبات

خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Acd 109

Track 1

Time 59:15

اہاللہ کے نیک بندے کے وصال کے بعد کہتے ہیں کہ انہوںنے اس دنیا سے پر دہ فرما لیااس کی وضاحت فرما دیں؟

سلطان محمد عظیمی صاحب کا سوال ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مارے جائیں گے انہوں مردہ مت کہوں بلکہ وہ شہد زندہ ہیں ۔دوسری جگہ قرآ ن میں تحریر ہے کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی ڈر ہو تا ہے نہ ہی خوف اس کا مطلب یہ ہوا اللہ کے نیک اور مومن بندے جب اس دنیاسے پردہ کر جاتے ہیں تو پردہ کر جانے کے باوجود بھی زندہ ہیں تو آپ سے یہ پو چھنا ہے کہ شہدا نے بزرگ ہستیاںکن خدوخال میں زندہ ہیں ۔اس طرح جب روح جسم کاساتھ چھوڑ دیتی ہیں تو آٹھ گھنٹے کے بعد مادی جسم گلنا شروع ہوجاتا ہے ۔ لیکن خواب میں جب روح جسم کا ساتھ چھوڑتی ہے تو جسم کیوں نہیں گلتا ؟اسی طرح ایک شخص ایک سال سے قومہ میں چلا گیا لیکن پھر بھی اس کا جسم خراب نہیں ہو تا آخر ایسا کیوں ہے ؟روحانی نقطہ نظر سے اس کی وضاحت مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

عظیمی صاحب:بسم اللہ...خواب اور بیداری کی زندگی ہمارے سامنے ہے ۔خواب اور بیداری کی زندگی ہر شخص کے مشاہدے میں ہے اور ہر شخص زندگی کے دورخوںمیں سفر کرتا ہے اور کر رہا ہے ۔خواب کی زندگی ہمیں بتاتی ہے ان باوجودوں کے ہم دنیاوی معاملات سے اور دنیاوی حالات سے دور ہو جاتے ہیں ۔ اور مادی دنیا اور مادی وسائل سے ہمارا تعلق ٹوٹ جاتا ہے ۔لیکن اس کے باوجود بھی ہمارا جسم خراب نہیں ہو تا قومہ کی یہ صورت ہے قومہ میں اور خواب میں یہ فرق ہے نیند چار گھنٹے کی ہو تی ہے اور دوسری یہ کہ نیندکی حالت میںکو ئی بھی طریقہ اختیار کر کے سونے والے آد می کو بیدار کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اگر کوئی آدمی قومہ میں چلا گیا تو اس کو اس طرح بیدار نہیں کیا جا سکتا جس طرح ایک سوئے ہو ئے آدمی کو بیدا ر کیا جاسکتا ہے ۔ساتھ ساتھ ہمارے سامنے یہ بات بھی ہے کہ قو مہ سے جب مریض نکلتا ہے وہ بھی صورت یہی ہو تی ہے کہ جیسے کوئی آدمی سو کر اٹھ گیا ہو ۔فرق یہ ہے کوئی چار گھنٹے سوتاہے کوئی آٹھ گھنٹے سو تا ہے ۔کوئی چوبیس گھنٹوں کے لئے ہی قومہ میں چلے جاتا ہے ۔کوئی بیس سال تک قومہ میں رہ کر یعنی خواب کی زندگی میں رہ کر بیس سال کے بعد دوبارہ آ تا ہے روحانی علوم میں ایسی مشقیں بھی

□یں □اوردنیا پر ایس□ لوگ موجود □یں جو اپن□ اراد□ اختیار س□ اپن□ اوپر سو سال
نیند کا کر دیت□ □یں □□ندویوں میں ان لوگوں میں جو واحد □یں سالیوں میں
جگیوںمیںایک اصلاحی نام موجود □□□ قبائل ج□ان□ اس□ ک□ا جاتا □□ □ قبائل ج□ان□
کا مطلب ی□ی □□ ک□ و□ اپن□ اراد□ اختیار س□ مراقب□ میں جاکرنیند پر سو سال،
پچاس سال ،تیس سال ،پچیس سال،نیند تاریخ کر □ یعنی و□ اپن□ اراد□ اختیار س□
یعنی پچاس سال تک ،سو سال تک سو ت□ ر□□ □جب سو سال پور□ □و ت□ □یں تو
اسی طرح بیدار □و جات□ □یں□ جس طرح عام آدمی سون□ ک□ بعد آٹھ گھنٹ□
میں ،چار گھنٹ□ میں ،بار□ گھنٹ□ میںبیدا□و جاتا □□ □ایس□ بھی لوگ موجود □یں
جو چوبیس چوبیس گھنٹ□ سو ت□ ر□ت□ □یں□ا یس□ بھی لوگ موجود □یں جو
چھتیس چھتیس گھنٹ□ سو ت□ ر□ت□ □یںاور ان کی کمر □ی ن□یں دوکھتی□ی□ ساری
مثالیں اور سار□ تجربات اس طرف ر□نمائی کر ت□ □یں ک□ انسان کا
شعور ،انسان کااختیار ،اس قابل □□ توو□ چا□□ نیند ک□ وقف□ کو زیاد□ س□ زیاد□
کر ل□ □ اور و□ چا□□ نیند ک□ وقف□ کوکم س□ کم کر ل□ □حضرت عبد القادریکا
ارشاد □□ ک□ مومن کو دو گھنٹ□ ٤٥ منٹ س□ زیاد□ ن□یں سو نا چا□ئ□ □ چوبیس
گھنٹ□ میں اگر کوئی آدمی دو گھنٹ□ ٤٥ منٹ س□ زیاد□ سو تا □□ تو و□ روحانی
نقط□ نظر س□ اپن□ اوپرظلم کرتا □□ □اور اپنا ب□ت بڑا نقصان کر تا □□ □جب ک□
عام دنیا میں دو گھنٹ□ ٤٥ منٹ سوناایک نا ممکن صفات نظر آتی □□ □ جب □م
روحانی لوگوں کو دیکھت□ □یں □ی□ روحانی لوگوں ک□ حالات واقعات پڑھت□ □یں □
تو نظر آتا □□ و□ بند□ دو گھنٹ□ ٤٥ منٹ س□ کم بھی سوت□ □یں اور ان کی نیند
پوری □و جاتی □□ □حضور قلندر بابا اولیاء ک□ بار□ میںاضافی طور پر اس بات کو
جانتا □وں کچھ اسباق ایس□ تھ□ جو ان□وں ن□ پڑھ□ اس میںو□ دس دن اور دس
رات مسلسل جاگت□ ر□□ □پتا چلا ک□ آدمی ک□ اندر اتنی صلاحیتیں موجود □یں ک□
اگر وچا□□ تو دس دن اور دس رات جاگ سکتا □□ □ی□ی □ی صورت قرآن ک□
بیان کرد□ حالات حضرت موسیٰ علی□ السلام □مار□ سامن□ □□ □ک□ چالیس دس
چالیس راتیں کو□ نور پر ر□□ اور چالیس دس چالیس ان□وں ن□ جاگ کر یاخواب
کی زندگی میںگزاری □الل□ تعالیٰ ن□ فرمایا □م ن□ موسیٰ س□ تیس راتوں کا وعد□
کیا اور چالیس راتوں میں پورا کر دیا □ج□ابھی قرآن پاک میں رات کا تذکر□ آیا
□□ □و□اں خواب کا آغاز زیر بحث آت□ □یں اور ج□اں قرآن پاک میںالیل ک□
بغیرن□ار کا تذکر□ آیا □□□ و□اں الل□ تعالیٰ بیداری ک□ حواس کا تذکر□ رکھت□
□یں □تو ی□ بات تو ثابت □و گئی ک□ اگر آدمی سو ر□ا □□ اس ک□ سون□ کی حالت
آٹھ گھنٹ□ کی □و زیاد□ وقف□ کی □و ،بیس سال کی □و اگرو□ سو ر□ا□□ تو اس
جسم خراب ن□یں □و تا□ لیکن اگر و□ سو ن□یں ر□ا اور سون□ ک□ حوا س اس س□
چھین لئ□ گئ□ □یں□تو جسم جو □□ چند گھنٹ□ ک□ بعد خراب □و جا تا □□ اور سڑ
گل جاتا □□ □جب کو ئی آدمی الل□ تعالیٰ ک□ دین ک□ لئ□، الل□ تعالیٰ ک□ لئ□ ،الل□
تعالیٰ ک□ حکامات کو پھیلا ن□ ک□ لئ□ اپنی جان کو نظران□ پیش کر دیتا □□ □تو
اس کا مطلب ی□ □و تا □□ ک□ و□ دور □□ □اس کا مطلب ی□ □و تا □□ ک□ آدمی ن□

اپنے جو حواس ہیں بیداری کے ان بیداری کے حواس کی نفی کر کے اپنے ارادے میں اختیار سے رات کے حواس میںداخل ہو گیا ہے۔رات کے حواس کا جب قرآن پاک میں تذکرہ آتا ہے۔ دراصل وہ سارا کا سارا غیب کی دنیا کا تذکرہ ہے۔پھر آپ اس پر غور فرمائیں جب موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ آتا ہے تو وہاں بھی رات کاتذکرہ آتا ہے ،سیدنا حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کا جب واقعہ آتا ہے تو وہاں بھی رات کا تذکرہ آتا ہے ،سالانہ بجٹ کا جب تذکرہ آتا ہے اللہ میاں کے تو وہاں بھی رات ہی کاتذکرہ آتا ہے ، شب برات جیسے آپ کہتے ہے ،غیب کی دنیا میں داخل ہو نے کا جب تذکرہ آتا ہے ،حواس کے زیادہ ہونے کا جب تذکرہ آتا ہے ۔حواس کی رفتا ر بڑھنے کا جب تذکرہ آتا ہے ،تو وہاں بھی رات کا تذکرہ آتا ہے ۔جس چیز کو آپ لیلتہ القدر کہتے ہیں انا انزلنہ فی الیلتہ القدر...انسان کی زندگی دو رخوں پر چل رہی ہے ۔ایک رخ بیداری ہے ۔اس کو اللہ تعالیٰ نے نہار کہا ہے اور ایک رخ خواب ہے ۔یعنی ا س دنیا سے کٹ اف ہو کر زندگی گزار نا اس کو اللہ تعالیٰ نے لیل کہا ہے ۔خواب کہاہے لیل کہا ہے ۔ توخواب کی حالت میں ٹائم اسپیس کی گرفت جوڑ جاتی ہے ۔اور بیداری کی حالت میںٹائم اسپیس کی گرفت بند ٹوٹ جاتی ہے ۔تو شہدا ئے جو ہیں انہوںنے اپنی زندگی میں اپنی مادی وجود میں رہتے ہو ئے دن کے حواس میں قائم رہتے ہو ئے دن کے حواس کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان کا نظرانہ پیش کیا ۔اس لئے ان کے اوپر رات کے حواس غلبہ ہو گیا ۔اس کا مطلب یہ ہوا ایک شہید آدمی مرتا نہیں ہے ۔دراصل رات کے حواس میں منتقل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مرتا نہیں۔ رات کے حواس میں منتقل ہو جاتا ہے تو تجربہ یہ ہے کہ رات کے حواس میں انسان کا جسم خراب نہیں ہو تا بلکہ ایک انسانی جسم کو ایک خاص قسم کی ٹریننگ ہوتی ہے ۔ایک آدمی دن بھر کام کر تا ہے وہ تھک کے چور ہوجاتا ہے ۔دوگھنٹے کے لئے سو جا تا ہے ۔سونے کے بعد جب اٹھتا ہے تو اتنا فریش ہو تا ہے ایسا لگتا ہے اس نے کوئی کام ہی نہیں کیا ۔تو اس کا صاف مطلب یہ ہے دن کے کاموںمیں جو اس کی تدریس جل گئی یا جو انرجی اس کی ختم ہو ئی سونے کی حالت میں دوبارہ وہ پروڈیس پھر برحال ہو گئی ۔اور انرجی جو ہے اس کا ذخیرہ ہو گیا ۔تو اس سے یہ بات بھی پتا چلی ہے کہ انسان کا جسم جس کو مادی وجود ہم کہتے ہیں ۔انسانی جسم مادی وجود جب دنیاوی معاملات میں مصروف ہو کر تھک جاتا ہے تو اس تھکان کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے اس بندے کو سو لا دیا جائے ۔اب آپ دیکھئے میڈیکل سائنس بھی یہی کر تی ہے ۔اب ایک آدمی ذہنی طور پر پریشان ہے جو کو غم ہو گیا کوئی پریشانی ہو گئی ۔خدا نخستہ گھر میںکسی عزیز جو بہت ہی قریب ہے اس کا انتقال ہو گیا ۔دماغ کے اوپر ایک عجیب قسم کی بے چینی پریشانی ،بے سکونی آدمی کے اوپر اس طرح طاری ہو جاتی ہے ہ کہ لگتا ہے کہ اس آدمی کا ذہن اس طرف سے نہیں ہٹا یا گیا تو یہ پاگل بھی ہو سکتا ہے ،بیمار بھی ہو سکتا ہے ،پالش بھی اس کے اوپر گر سکتا ہے ،بلڈ پریشر میں مبتلا ہو سکتا ہے ۔میڈیکل سائنس

اس کا علاج یہ نکالا ہے اس نے کہ اس آ دمی کو گو لیا ں کھیلا کر انجکشن لگا کر
سولا دیا جائے ۔اور جب وہ سو کر اٹھتا ہے تو اس کے اوپر وہ غم کی کیفیت
نہیں ہو تی جو سونے سے پہلے ہو تی تھی ۔اس بات سے بھی یہی ثابت ہوا کہ
انسان کی ذہنی تھکان اور انسان کا دماغی بوجھ انسان کے اوپر بیداری کے
حواس میں جو پریشانیاں ،مصبتیں،بے سکو نی مسلف ہوتی ہے وہ سونے کے بعد
ختم ہو جاتی ہے یا ختم ہو جاتی ہے یا ان کا اثر اتنازیادہ کم ہو جا تا ہے کہ
آدمی پریشان نہیں رہتا پریشان نظر نہیں آتا ۔شہداء جانتے بوجھتے اپنے اختیار
استعمال کر تے انسا ن کو سب سے زیادہ عزیز اپنی جان ہو تی ہے ۔کوئی آدمی
مر نا نہیں چاہتااور جتنے بھی خناک انسان کے ساتھ لگے ہو ئے ہیں ۔پریشانیوں
کے اگر اس کے بارے میں پوچھا جائے کہ تم کیوں خاما خانصبح سے لیکر شام تک
محنت مزدوری کر تے ہو،پریشان ہو تے ہومتو آپ یہی کہے گے بھئی سب کچھ
زندہ رہنے کے لئے کر تے ہیں ۔تو انسان زندہ رہنے کے لئے رات دن جدو جہد کر تا
ہے کوشش کر تا ہے ۔جب زندہ رہنے کے لئے رات دن جدوجہد اور کوشش کر تا
ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مرنانہیں چا ہتا۔یعنی اپنے باطنی وجود کو
قائم رکھنے کے لئے مر نا نہیں چاہتا ۔جب وہ مرنا نہیں چاہتا تو بات یہ ہے وہ
وجود کو قائم رکھنا چاہتاہے ۔جب باطنی وجود کو قائم رکھناچاہتا ہے تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے ۔جب دنیا میں رہناچاہتا ہے۔ تو اس کا
مطلب ہے دنیا میں جتنے وسائل ہیں ضروریات ہیں ان کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔
اگر وہ زندہ نہ رہناچاہے تو زمین کے اوپر وسائل وہ ہی زیر بحث نہیں آئے گے ۔
زمین کے اوپر جتنے وسائل ہیںمثلاً کھیتی باڑی ہے ،مثلاً پھل ہیں، فروٹ ہیں،مثلاً
ہوا ہے ،گھروں کا بنا نا ہے،شادی ہے ،بیاہ ہے،بچے ہیں والدین ہیں،دوست احباب
ہیں ، یہ سب دراصل زندگی کی ایک ضروریات ہے ۔اگر یہ سب نہ ہو تو زندگی
بے کار ہے ۔ایک آدمی ایسا نکلتا ہے ہزاروں لاکھوں کروڑوں جو ہیں کہ وہ اپنے
باطنی وجود کی نفی کر کے اپنے ارادہ اختیار سے اس ظاہرانہ وجود کی نفی کر
تا ہے ۔ظاہرانہ وجود کی نفی ایک تو اپنے ارادہ اختیار سے ہو تی ہے ۔لیکن جب
ہم سوتے ہیںاس وقت بھی ہمارے ظاہراوجود ظاہر جو ہے جس کو ہم نفی کر
دیتے ہیں ۔اگر آپ نے دیکھا ہے اگر کسی انسان کاذہن دنیاوی معاملات سے آزاد
نہ ہوے جس کا تعلق جسم کو بحال رکھنے سے ہے ۔تو آدمی کو تو نیند ہی نہیں
آتی ۔نیند آنے کا مطلب ہی یہ ہے ظاہرہ وجود سے طور پر انسا ن کا ذہن الگ
ہو جاتا ہے۔جب جسمانی وجود سے گوشت پوستۃ کے وجود سے انسان کا ذہن
الگ ہو تا ہے ۔جتنی دیر کے لئے بھی الگ ہو تا ہے اسی وقت اسے نیند آتی ہے ۔
اگر وہ جسمانی وجود کے ساتھ چپکا رہے یا جسمانی وجود کے جو حواس ہیںان
کی گرفت زیادہ ہوے جائے تو انسان سو نہیںسکتا اس کی نینداڑ جا تی ہے ۔اس
نے کہا نیند اڑ گئی بھئی نیند کیوں اڑ گئی کہ دماغ میں سکون نہیں ہے ، دماغ
منتاثر ہے ،دماغ میں ہزاروں لاکھوںخیالات ہیں جو کسی صورت سے دماغ کو نیند
کی صورت کی طرف ،خواب کی طرف ،ٹائم اسپیس کی آزادی کی طرف تواجہ

نہیں ہو رہی ہے ۔اس لئے نیند نہیں آرہی ہے ۔اب ہر آدمی آپ اس شہر میں
چلے جائیں سونے سے پہلے یہ کیفیت آدمی کے اوپر ہو تی ہے کہ اس کا مطالعہ
کیا جائے تو پہلی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ جسم کو ٹوٹاہوا محسو س کر تا ہے،
وہ جسم تھکا ہوا محسوس کر تا ہے۔یہ محسوس کر تا ہے کہ اب میرے جسم
کو آرام کی ضرورت ہے ۔آرام کی ضرورت کے ساتھ ساتھ اس کے اندر جو اس
کے دماغ میں جو تقاضے پیدا ہو تا ہے وہ یہ ہو تا ہے مادی جسم سے متعلق جو
خیالات دماغ میں ہیں ۔ان سے آزاد ہو کر ان سے یکسوئی ہو کر میں نیند کی
حالت میں چلاجائوں جب یہ صورت حال ہو تی ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا صورت
حال واقع میں آدمی سو نہیں سکتا پھر آپ اس پر غورکریں ۔ایک آدمی ذہنی
طور پر پریشان ہے اسے خوف ہے اسے غم ہے۔ کسی چیز کا تو اس غم اورخوف
میں اسے نیند نہیںآتی۔ لیکن آگر وہی آدمی خوف اور غم سے نجات حاصل کر کے
ذہنی طور پر یکسو ہو جاتا ہے تو اسے نیند آجاتی ہے۔نیند کا مطلب یہ ہے کہ
آپ کا جو ظاہری جسم ہے۔ اس ظاہری جسم کو سنبھالنے کے لئے جتنے بھی
خیالات ہیں ان سے آپ کو ذہنی آزادی وصول ہو ۔اگر ذہنی آزادی وصول نہیں
ہو گی آپ سو نہیں سکتے ۔آپ یہ کوشش کر تے ہیں ذہنی آزادی وصول ہو
تاکہ آپ کے جسم کے اوپر جو تھکان غالب آگئی ہے ۔آپ کے آرام میں جو کھنچائو
پیدا ہو گیا ہے ،آپ کے دماغ میں جو انتشار پیدا ہو گیا ہے تھکان پیداہو گئی ہے
وہ دور ہو جائے۔ آپ سب چاہتے ہیں لیکن اگر آپ کے اندر یہ بات یقینی بن جائے
جیسے میں سوئیوں گا میں دوبارہ نہیںاٹھو گا ۔ ما شا اللہ اتنے سارے لوگ بیٹھے
ہیں ایک آدمی بتائیے کیا ہم سو سکتے ہیں۔اگر ہمارے اندر یہ یقین پیدا ہو جائے
کہ آنکھیںبند کر نے کے بعد میں جیسے ہی سو جائوں گا نیند میرے اوپر غالب آجائے
گی میں مر جائوں گا۔ پھراٹھ نہیں سکتا تو اس کا مطلب ہوا کہ کوئی آدمی
کبھی سو نہیں سکتا ۔کیوں نہیں سو سکتا؟ اس لئے کہ وہ مرنا نہیںچاہتا ہو۔
نیند کی حالت میں جاکر مادی وجود کو آرام تو دینا چاہتا ہے وہ نیند جس کو
آدھی موت کہا جا تا ہے۔ آدھی موت میں منتقل ہو کر دماغ کو آرام دیناچاہتاہے
لیکن مر نا نہیں چاہتا ۔حالانکہ وہ جب یہ کہتا ہے مجھے سو نا ہے۔ مجھے خواب
میں جانا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مادی زندگی سے خود کو آزاد کر
رہاہے۔ اور خود کو دور کر رہا ہے۔ اور اس کے برعکس ا یک آدمی ایک کروڑ
آدمی ایک ارب آدمی آدھی موت میں منتقل ہو تا ہے ۔حضور پاک ﷺ نے نیند کو
آدھی موت سے تشکیل کیا ہے ۔ایک ارب آدمی یا پانچ ارب آدمی ایک آدمی بھی
آپ کو ایسا نہیں مل سکتا جو اپنے ارا دے اختیار سے آدھی موت کا گلے لگا لیتا ہے
۔جب وہ نیند میں ہو تا ہے۔ لیکن اس مادی موت کو اس لئے گلے لگا رہا ہے ۔
اس کے ذہن میں یہ بات ہے کہ اگر میں نے اس آدھی موت کو اپنے گلے نہیں لگا
یا یا میں آدھی موت میںداخل نہیں ہو ا تومزید میں زندہ نہیں رہ سکتا میرے
ایصاب ٹوٹ جائیں گے بکھر جائیں گے ۔ایک آدمی وہ اپنے مادی حواس کو جان
بوجھ کر اپنے ارادے اختیار سے اللہ کے لئے ختم ہو جائے ۔یعنی شہید کا مطلب یہ

ہے کہ وہ چاہتا ہی یہ ہے کہ مادی حواس سے خود کوآزاد کر کے ان حواس میں
داخل ہو نا جن حواس سے آدمی غیب کی دنیا سے سفر کرتا ہے اور جب حواس
سے انسان کا تعلق اللہ سے ہو تا ہے ۔ ذرا بات باریک ہے لیکن غور کریں گے تو
سمجھ میں آئے گی۔ جب ایک آدمی آدھی موت کواس لئے گلے لگا تا ہے کہ مجھے
دوبارہ زندہ ہو نا ہے ۔ مجھے اس دنیامیں زندہ رہنا ہے اور اس کو موت نصیب
ہو جا تی ہے اور اس مو ت کا حال یہ ہے ۔جب وہ اٹھتا ہے تو اس کا جسم
خراب نہیں ہو تا ۔اب ایک آدمی اپنے ارادے اختیار سے اپنی موت کو پوری طرح
گلے لگا لیتا ہے یاموت سے مل لیتا ہے ۔موت سے ملنے کا مطلب یہ ہیں کہ رات
کے حواس سے غیب کے حواس سے اپنے ارادے اختیار سے داخل ہو نے کے لئے مادی
وجود کی نفی اس لئے کر دیتا ہے ۔کہ گردن کٹا دیتا ہے تو اس بندے کا جسم سڑ
جا تا ہے ۔جب پھر آپ غور کریں حضور پاک ﷺ نیند کو آدھی موت سے تسلیم دیا
ہے ۔قرآن پاک میں بھی ہے ہم تمہارے اوپر موت وارد کر دیتے ہیں پھر تمہیں
زندہ کردیتے ہیں ۔سونا موت سے قریب ترین حالت ہے فرق یہ ہے سونے میں
جسم کا رشتہ روح سے اس طرح قائم رہتا ہے کہ سانس کا آنا جانارہتا ہے ۔
لیکن سو نے میں اور موت میں کوئی فرق نہیں ہو تا اب گہری نیند میں آپ سو
رہے ہیں کچھ بھئی آپ کو پتا ہی نہیں چلتا اگر گہری نیند ہو آپ کو پتا ہی
نہیںچلتا گھر میں کیا ہوگیا کیا نہیں ہوا اگر گہری نیند اتی زیادہ ہو جائے اس نیند
سے آپ کو بیداری میں لا نا مشکل عمل ہواس کو آپ بہوش ہو نا کہتے ہیں ۔
ایسی بہوشی آپ کے اوپر طاری ہو جائے کہ آپ دوا دوڑو سے اس کو آپ ہوش
میں نہ لا سکیں۔سانس آرہا ہے لیکن آپ بہو ش ہیں ایسی بہوشی جس کی کو
ئی لمیٹ نہ ہو اسکو آپ قومہ کہتے ہیں۔بندہ قومہ میں چلاگیا ۔ لیکن بات
وہی ہے انسان اپنے ارادے سے موت میں اور زندگی میں درعمل رہتا ہے ۔اللہ
تعالیٰ خود فرماتے ہیں …عربی آیت…کہ ہم موت سے زندگی نکالتے ہیں اور
زندگی سے موت نکالتے ہیں ۔اب ایک آدمی سو گیا سونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ
موت سے قریب ترین زندگی میں چلا گیا ۔سونے کے بعد بیدار ہو گیا۔ اس کا
مطلب ہے موت قریب تر ہو کر واپس زندہ ہو گیا ۔کہ موت زندگی سے بھی چل
رہی ہے۔ زندگی موت سے بھی چل رہی ہے ۔شہید کا جسم اس لئے خراب
نہیں ہو تاکہ پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسم اس لئے خراب نہیں ہو تا
کہ ان کی جو زندگی ہے اس زندگی میںموت کی زندگی کو زیادہ اہمیت حاصل
ہے ۔موت بھی ایک زندگی ہے یہ ہم جو موت سے ڈرتے ہیں اس کی ایک بڑی
وجہ یہ ہے کہ ہم موت کو زندگی نہیں مانتے اب آپ یہ دیکھئے آپ عالم ارواح
میں پیدا ہو ئے سب علوم جانتے ہیں کہ بھئی اللہ تعالیٰ نے کن کہا اور کائنات بن
گئی ہا ب کچھ پتا نہیں وہاں کہا ں چلے کہاں گئے کہاں گزر تے ،گزرتے گزرتے
یہاں اس دنیا میں آگئے ۔یعنی روح اس دنیا میں آگئی تو جب اس دنیامیں روح
آگئی تو اس کا صاف مطلب ہے یہا ںآنے سے پہلے جہاں ہم تھے وہاں ہم پر موت
وارد تھی یہاںآنے سے پہلے جہاں ہم تھے وہاں ہم پر موت وارد نہ ہو تی تو ہم

یہاں پیدا ہی نہیں ہو تے ۔اسی صورت سے جب یہاںہمارے اوپر موت وارد ہو تی
ہے تو ہم کہیں اور چلے جائیں گیدوسرے عالم میں چلے گئے ۔ توایک رادوبدل ہے۔
ایک رادوبدل ہے ساری کائنات ہر وقت اس میں یہ متعین ہو رہا ہے کہیں سے
آدمی جا رہا ہے کہیں سے آرہاہے ۔ایک آنا جانا جو ہے وہ پابندی کا آنا جانا ہے ۔
دیکھئے مرنا سب کو لیکن جب ایک آدمی مر نا ہی نہیں چا ہتا جو آدمی مرنا ہی
نہیں چاہتا تو اسے ملائکہ الموت گھسیٹ کر لے جاتی ہے ۔لیکن ایک آدمی موت
اور زندگی کی حقیقت سے واقف ہے وہ تو خوشی خوشی جائے گا۔ اب جیسے ہم
یہاں سے جاتے ہیں۔جس کو ہم مر نا کہتے ہیں ایک تو مرنا جو ہے وہ فنا ہو نا
نہیں ہو تا۔ مرنا ایک الگ امر ہو نا یعنی قائم ہو جانا ... عربی کی طرف آپ
آئیں تو انتقال ہو نا ...یعنی اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہو جا نا ۔مرنے
کا مطلب یہ ہے اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہو جا نا۔ یعنی انتقال ہو
ناختم ہو نا نہیں ہے فنا ہو نا نہیں ہے ۔نفس و نابود ہو نا نہیں ہے ۔منتقل ہو
نا انتقال ہو گیا ۔صاحب فلاح صاحب کا تو آد می جو ہے برابر اوپر سے آرہا ہے
روزول کر رہا ہے روزوول سے اوپر جا رہا ہے سعود کر رہاہے۔ حضور پاک ﷺ نے
بھی فرمایا ...عربی آیت...کہ مومن کی نشانی یہ ہے کہ اسے اس زندگی میں
رہتے ہو ئے مرنے کی بعد کی زندگی سے واقف ہو جانا چاہئے ۔اس زندگی میں
رہتے ہو ئے ہر مسلمان مرد اور عورت پر یہ فرض ہے کہ وہ اس دنیا میں رہتے
ہو ئے مرنے کے بعد کی زندگی کا مشاہدہ کر لے ۔اس دنیا میں رہتے ہو ئے اسے
اس بات کا علم ہو کہ جب میرے جسمانی وجود پر موت وارد ہو گی تو یہ موت
یہ نہیں ہے کہ میں فنا ہو گیا بلکہ یہ موت یہ ہے کہ میں کہیں اور منتقل ہو گیا
۔اب آپ یہاں سے لندن جاتے ہیں۔ لندن میں برف پڑ رہی ہے ۔سردی ہے یہاں
گرمی ہے ۔یہاں آپ ململ کا لباس پہن رہے ہیں یا کو ئی معمولی موٹا لباس
پہناتو اگر ہم اس جسم کو سمجھنے کے لئے مثال کھال مثال ہے ۔اس کو ہم روح
سمجھتے ہیں ۔جسم ہمارا جو ہے روح ہے اور یہ روح جو ہے یہ اپنے آرام کے
لئے ، اپنے تحافظ کے لئے،بیماریوں سے بچنے کے لئے ،لباس پہنتے ہیں ۔مثلاً آپ
یہاں لندن والا لباس پہن لیں گرمی میں آپ بیمار ہو جائیں گے۔ آپ کے جسم پر
دانے دانے ہو جائیں گے ۔لندن میں جا نے کے بعد آپ یہ لباس پہن لیں تو آپ کو
نمونیاں ہو جائے گا بیمار ہو جائیں گے اس گوشت پوست کے جسم کو ہم یوں
سمجھ لیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ گرمی میں سوتی کپڑے پہن رہے
ہیںجب آپ لندن جائیں گے تو کپڑے وہ یہاں اتار کر جائیںگے ۔لندن کو بعد میں
جائیں گے پہلے تو یہی اتار کر پھینک دیں گے ۔ بولیں گے بھئی ٹھیک ہے توڑا سا
پسینے آجا ئیے گرمی ہو جائے وہاں نمونیاں نہ ہوے یہاں سے پہن کر جائیں گے
کپڑے تو یہ جو روح ہے یہ اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے نئے نئے لباس بنا تی
ہے ۔مثلاً جب ہم یہاں پیدا نہیں ہو ئے تھے تو ہم وہاں کہی تھے وہاں بھی
لباس پہنتے تھے کیسا لباس پہنتے تھے روشنیوں کا لباس پہنتے تھے اور جب ہم
یہاں آگئے یہاں سے ہم لندن جاتے ہیں ظاہر ہے یہاںکا لباس اتار کر پھینک دیتے

ہیں لندن میلندن کا لباس پہنتے ہیں یہاں مرنے کے بعد روح عالم اراف میں
جاتی ہے جہاں ہم مرنے کے بعد رہتے ہیں ،تو یہ لباس اتار کرہم وہاں کا
لباس پہنتے ہیں۔ تو یہ جو مادی دنیا کا لباس ہے یہ گوشت پوشت کا لباس ہے
کھال ایک صورت یہ ہے کہ وہ روح اس جسم کو اتار کر پھینک دیتی ہے۔ بالکل
پھینک دیتی ہے ،اس سے کو ئی تعلق ہی نہیں رہتا ،اور دوسری صورت یہ ہے
کہ روح نے جولباس اس دنیا میں بنا یا تھا اس لباس سے اس لباس کو اپنے ارادے
اور اختیار سے اس جسم کو اللہ کے اوپر ایثار کر تی ہے ،جب جسم کو اللہ کے
اوپر ایثار کر دیا ہے تو روح کے لئے سب سے خوشی کی بات یہی ایثار ہے ،تو روح
اس جسم کو خراب نہیں ہو نے دیتی یہی شہدا ء کاحال ہے،یہی انبیاء علیہم
الصلوٰۃو السلام اب انبیاء اکرام کی زندگی کو آپ دیکھیں تو اس کا ہر سانس ا
س کی زندگی کا ہر قدم آپ جتنا بھی غور کریں گے ،اللہ کی طرف پھر اللہ
تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ ان کا ہر کام ہمارے لئے ہو تا ہے ،جب وہ کرتے ہیں،ہم
کر تے ہیں ہمارے ہاتھ سے پکڑ تے ہیں ہماری زبان سے بولتے ہیں ،انبیاء کی
طرز فکر ہی یہ ہے کہ ان کی زندگی میں اپنی ذات ہو تی ہی نہیں ہے ،انبیاء
کی طرز فکر پر غور کرتے ہیں تو انبیاء کی طرز فکر یہ ہے کہ وہ ہر بات میں
اللہ کو سامنے رکھتے ہیں ،یعنی ایک عام آدمی یاراف خود سوچتا ہو میں نے ایسا
کیا، میں نے ایسا کیا ،میں ایسا کر رہا ہوں ،میری ساتھ نسلیں ایسا کر یں گی۔
انبیاء کی طرزفکر کے بالکل بر عکس ہے۔ انبیاء کہتے ہیں میرے اللہ نے چاہا
توایسا ہوا ،میرے اللہ نے مجھے کھا نا کھلا یا،میرے اللہ نے مجھے پانی پلا یا،میرے
اللہ نے مجھے زندگی عطاکی،میرے اللہ نے اپنے لئے مجھے منتخب کر کے اپناکام
مجھ سے لیا ، جبکہ عام طرزفکر یہ ہے کہ میں نے کیا ہم نے یہ کر دیا، ہم نے وہ کر
دیا، ہم نے وہ کر دیا،ہمارا کاروبار ،ہمارا گھر ، ہمارا بیٹا ،ہماری ماں ،ہمارا باپ
ہماری اولاد ،ہماری دولت ،حالانکہ سب غلط چیز ہے اگر آپ کی دولت ہے تو آپ
اسے چھوڑ کیسے دیتے ہیں ،اگر اولاد آپ کی ہے تو مرنے کے وقت اولاد کیوں آپ
کو نہیں روک لیتی ،جب اولاد مر جا تی ہے آپ کی اولاد ہے تو آپ اسے مرنے
کیوں دیتے ہیں ؟کچھ آپ یہاں دنیا میں کر لیں لیکن جب آپ کا سفر ختم ہو جائے
گا ،اور اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہو گا تو جتنی بھی چیزیں ایسی ہیں
جو آپ اپنا کہتے رہتے ہیں ،اس میں سے ایک بھی آپ کی چیز نہیں ہے ،آپ یکتے
تنہاہ ہر چیز چھور جاتے ہیں کچھ نہیں لے جاتے بھئی جب آپ کی چیز ہو ئی تو
آپ اسے کیسے چھوڑ دیتے ہیں ،تو اسکا مطلب ہے آپ کا کچھ نہیں نہ آپ کی
بیوی ہے۔ بیوی آپ سے بہت محبت کر تی ہے تو اسے نہیں روک سکتے ،شوہر
بیوی سے بہت محبت کر تا ہے بیوی مرجاتی ہے وہ اسے نہیں روک سکتا،سب
سے زیادہ اولاد کی محبت ہو تی ہے اولاد کے لئے تو آدمی اپنی آخرت بھی خراب
کر لیتا ہے۔ دین بھی خراب دنیا میں خراب اولاد کے لئے کتنی بے ایمانیاں،
پریشانیاں اللہ سے بغاوت وہ دیکھیں اس میں زیادہ تر عقل مندبچے نہیں ہو تے،
بچوں کے لئے آدمی سب کچھ کر لیتا ہے ،لیکن جن بچوں کے لئے سب کچھ کر تا

ہے ۔ جب آدمی مرتا ہے وہ بچہ کچھ بھی نہیں کر سکتا ۔آپ ہر ہر چیز پر
محتاج ہیں۔اللہ آپ کو کان نہ دے آپ سن نہیں سکتے ،اللہ آپ کو زبان نہ دے آپ
نے دیکھا ہے نہ گھونگے لوگ ہو تے ہیں بچار ے وہ بول ہی نہیں سکتے ،بہرے لوگ
ہو تے ہیں پیدا ئشی وہ سن ہی نہیں سکتے ،پیدائشی اندھے ہو تے ہیں وہ دیکھ
ہی نہیں سکتے ،کیا مطلب ہوا اس کا جب آپ دیکھ رہے ہیں تو ایک پیدا ئشی
اندھا کیوں نہیں دیکھ سکتا ؟تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ یہ چاہتا ہے جب آپ
دیکھیں آپ کی آنکھیں دیکھیں گیں ۔اللہ یہ چاہتا ہے آپ کے کان سنیں تب آپ کے
کان آواز سن سکتے ہیں ،اللہ اگریہ چاہے گا آپ زمین پر پھریں تو آپ کے اندر
حرکت پیدا ہو گی، اگر اللہ نہ چاہے کہ آپ زمین پر چلیں پھریں تو آپ نے پالش
والے لوگ نہیں دیکھے،کیا آپ نے ایسے بچے نہیں دیکھے جن کے اندرآزائی نہیں ہو
تی ۔پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر پر جب آپ غور کریں گے توان
کی ایک ہی طرز ہے تمام انبیاء اور انبیاء کے بعد تمام اولیاء اللہ کی کہ وہ کسی
چیز کو اپنی ملکیتۃ قرار نہیں دیتے ۔ دیکھئے نہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کا
کوئی ورثہ ہی نہیں ہے ۔انبیاء جائیداد ہی نہیں چھوڑتے لیکن پ نے پڑھا ہو گا ۔
حضرت موسیٰ نے ایک نے ایک اتنی بلڈنگ چھوڑ دیں ،حضرت عیسیٰ نے اتبی
فیکٹریاں چھوڑ دیں ،حضور پاک ﷺ نے اتنی جائیداد چھوڑ دی کہیں پڑھا کہیں سناہے
۔تو انبیاء کا کو ئی ورثہ ہی نہیں ہو تا ورثہ کیوں نہیں ہو تا ؟انبیاء کا ورثہ اس
لئے نہیں ہو تا کہ انبیاء کا یہ پتا ہے کہ کو ئی بھی آدمی اس زمین پر ملکیتۃ کا
دعویٰ ہی نہیں کر سکتا ۔زمین اللہ کی ہے ۔ آپ کیسے ملکیتۃ کا دعویٰ کر
سکتے ہیں ۔اس زمین پر جو گھر بناتے ہیں ہم لو گ اس میں بتائیے کتنے پیسے
اللہ کو دیتے ہیں ۔اب بھئی یہ تو گورنر پیسے لیتی ہے ۔کہ جی ہم تمہیں پانی
دینگے ہم تمہیں سڑک وہ ہی لیتی ہے اللہ کو تو کچھ نہیں پہنچتا اتنی اللہ
تعالیٰ نے زمین کو فرصت دی ۔ا س زمین کے اندر وسائل اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے
نکالے ،سو نااب سونے سے آپ کا سا را کاروبار چل رہاہے ۔ساری دنیا چل رہی
ہے ۔اللہ کو آپ نے کتنے پیسے دئے سونا نکالنے کے ۔آپ کے اندر ساری مشینیں
بھی چل رہی ہیں دیکھئے نہ دل بھی چل رہا ہے، پھیپھڑے بھی ہر چیز چل رہی
ہے آپ کے اندرتو آپ یہی کہے گا نہ اللہ چلا رہا ہے ۔اللہ میاں کو آپ نے کیا دے
دیا ہے ۔تو کس بنیاد پر آپ یہ کہہ سکتے ہے کہ صاحب یہ دنیا میری ملکیت
ہے ۔کس بنیاد پر آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مکان میری ملکیت ہے ۔آپ یہ
کہہ سکتے ہیں کہ ارضی طور پر استعمال کے لئے کوئی چیز آپ کو دے دی گئی
ہے لیکن آپ ملکیت کا دعویٰ نہیں کر سکتے ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
بہت مشہور قصہ ہے کہ دربار میں بیٹھے تھے ایک صاحب تشریف لائے ۔ننگے پیر
گردو غبار سے کپڑے بھرے ہو ئے آکر دربار میں کھڑے ہو گئے کہا صاحب مجھے
بادشاہ سے ملنا ہے ۔ایک تو بڑی عجیب بات یہ ہو ئی دربار میں ایک ایسی
دہشت طاری ہو ئی وہ دربار میں روک نہیں سکے اس بندے کو حضرت ابراہیم
آدم نے کہا بھئی کو ن ہو تم ؟کہا مسافر ہوںتو کہا بھئی مسافر ہو تو سرائے

میں ٹہرو ۔تو کہنے لگے بھئی سہرائے تو ملی نہیں ۔انہوں نے کہا بہت سہرائیں
ہیں اچھا کہنے لگے یہ بھی تو سہرائے ہے ۔انہوں نے کہا یہ سہرا نہیں یہ بادشاہ
کا دربار ہے آدب سے بات کرو۔اس بندے نے پوچھا حضرت ابراہیم سے بادشاہ اپنے
زمانے میں کہ اس دربار میں تم سے پہلے کون تھا؟انہوں نے کہا صاحب میرے باپ
تھے ۔اس سے پہلے کون تھے ؟انہو ںنے کہامیرے داد ا تھے ۔اس سے پہلے کون تھا ؟
جس سے ہم نے سہرا لی وہ تھا وہ کہنے لگا وہ سہرا کیا ہو تی ہیں ۔سہرائے
کااور مطلب کیا ہے بھئی سہرائے میں بھی لوگ آتے ہیں ٹہرتے ہیں چلے جاتے
ہیں ۔تمہارے یہاں بھئی پہلے تمہارے داد ا آئے وہ ٹہرکر چلے گئے ۔تمہارے آبا آئے
وہ ٹہرکر چلے گئے ۔اب تم آگئے تم ٹہرکر چلے جائو گے ۔ اس بات پر
حضرتابراہیم آدم نے بادشاہ چھوڑے تمہاری کیسے سچی بات ہے بھئی میں اس
کو کہتے رہانہوں دربار ہے اب میں مر جائوں گا میں بھی چوڑ کر چلا جائوں گا کل
کو میری اولاد آجائے گی تو جتنا بھی آپ غور کریں گے اپنی زندگی کے بارے میں
اپنی اعلیٰ اولاد کے بارے میں ، وسائل کے بارے میں، اپنے جائیداد کے بارے میں ،اپنے
کاروبار کے معاملے میں ،اگر آپ صیحح معنو ں میں غور کریں عقل پر تو آپ کی
سمجھ میں ایک ہی بات آئے گی ۔یہاں انسان کی کوئی چیز بھی نہیں ہے ملکیت
کا اگرکسی کو حق پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو،اقتدار اعلیٰ اگر کسی
کے پاس ہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس جب کو ئی بندے اس طرز فکر کا حامل ہو جا
تا ہے کہ ہر چیز اللہ کی ہے تو ظاہر ہے اس کے ذہن میں یہ بات بھی آئے گی یہ
جسم بھی اللہ کا ہے ۔یہ گوشت پوست کا جسم پیدا ئش کے عمل کو دیکھتا ہے
وہاں بہ بس نظرآتا ہے ماں کے پیٹ میں کیا ہے وہاں کچھ پتا نہیں ہے ،پیدا کہا
ںہو رہا ہے اسے یہ پتا نہیں ہے ،بھنگی کی یہاں پیدا ہو رہا ہے ،چمار کی یہاں
پیدا ہو رہا ہے ،پٹھان کی یہاں پیدا ہو رہا ہے ،سید کی یہاں پیدا ہو رہا
ہے ،غلام کی یہاں پیدا ہو رہا ہے ،بادشاہ کی یہاں پیدا ہو رہا ہے ،بہ بس کوئی
اختیار نہیں اگر اختیار ہے تو بتائیں جہا ںپیدا اللہ نے کر نا ہے وہی پیدا ہوا ۔اس
بات پر اختیار نہیںکہ غذافراہم ہو ،ماں کے دل میں اللہ محبت نے ڈالے ،ماں کے
سینے کو اللہ دودھ سے نہ بھر دے،بچہ مر جائے گا یا زندہ رہے گا ۔اگر ماں کے دل
میں چھوٹے بچوں کی اللہ محبت نہ ڈالے ممتا نہ ڈالے تو وہ بچہ زندہ رہے سکتا
ہے ۔تو اس کا مطلب ہے اللہ نے جب زندہ رکھنا چاہا توماں کے دل میں محبت
ڈال دی ۔پھر وہ بڑا ہوا بڑے ہو نے میں بھی توازن کے ساتھ اس کے ہاتھ پیر بھی
بڑے دماغ بھی بڑا ایسے بھی لوگ ہیں جو بالکل پاگل ہو تے ہیں عقل و شعور
نہیں ہو تا یہاں بھی اللہ کا معاملے ہے اللہ نے عقل وشعور دیا،پھر عقل و شعور
دینے کے بعدعقل وشعور کا استعمال بھی سیکھا یا اگر دنیا کے وسائل ہی نہ ہوتے
آپ عقل و شعور کہاں استعمال رکرتے ۔بھئی ایک لکڑی پیدا نہ کر تا اللہ تعالیٰ
آپ فرنیچر کہاں سے بنا تے ،اللہ تعالیٰ روئی پیدا نہ کر تا آپ کپڑے کہاں سے بنا
تے ،اللہ تعالیٰ مٹی پیدا نہ کر تا آپ گھر کہاسے بنا تے یعنی جتنا بھی آپ غور
کریں گے ایک ہی بات آپ کی سمجھ میں آئے گی کہ انسان کا جسم ایک ارضی

شئے ہے اور اس ارضی شئے کو اللہ تعالیٰ نے سہارا دیا ہوا ہے ۔جب تک اللہ
سہارا دئے رکھتا ہے آدمی زندہ رہتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سہارا ختم کر لیتا ہے
اس دنیا سے یہاں مر جاتا ہے اور دوسری دنیا میں پیدا ہو جا تا ہے ۔تو انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلا م کی طرز فکر بھی یہی ہے کہ وہ ہر کام کو اللہ کی
طرف لیجاتے ہیں ہےہر معاملے میں کیروف اللہ سو چتے ہیں ۔جو بھی وہ کام
کرتے ہیں پہلے اللہ ذہن میں آتا ہے پھر کام پو را ہو تا ہے ۔مثلاً ہمیں رزق اللہ
نے دیا ،اولاد ہمیں اللہ نے دی ،،بیوی ہمیں اللہ نے دی ،،گھر ہمیں اللہ نے دیا ،ہم
یہ کہتے یہ کہتے ہیں گھر ہم نے بنایا لیکن تو نے کیسے بنا یا تیرا تو اپنا وجود ہی
جو وہ مسئلے بنا ہوا ہے تو کہاں سے آگیا بھئی تو کیسے پیدا ہو گیا ۔جب کو ئی
آدمی اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہو تا تو وہ اپنی مرضی سے دنیا میں رہ ہے کیسے
سکتا ہے ۔اچھا اپنی مرضی سے وہ رہے بھی نہیں سکتا ۔تو دنیا کی زندگی اپنی
مر ضی سے کیسے گزار سکتا ہے ۔جب لوگوں کی یہ طرزفکر ہو جاتی ہے انبیاء
علیہم الصلوٰۃو السلام کے مطابق پھر ان کا ذہن مادیت میں رہتے ہو ئے مادیت
سے آزاد ہو تا ہے ۔اب جب ذہن مادیت میں رہتے ہو ئے مادیت سے آزاد ہوگیا تو
یہ مادی جسم جو ہے اس کی طرف ذہن رہا ہی نہیں اور اس مادی وجودکا
سارا تعلق اللہ کے ساتھ قائم ہو گیا ۔تو جس چیز کا اللہ کے ساتھ براہ راست
تعلق قائم ہو گیا وہ چیز قائم ہو جائے گی ۔شہداء میں انبیاء میں اور سارے
اولیاء اللہ نے اولیاء اللہ ایسے ہیں ۔اولیاء اللہ کی تو بہت ساری قسمیں ہیں ۔وہ
اولیاء اللہ جن کا ذہن حضور پاک ﷺ کے ساتھ وابسطہ ہے وہ اولیاء اللہ جو
اسطرح سوچتے ہیں جس طرح انبیاء اکرام علیہم الصلوٰ ۃ والسلام سوچتے
ہیں ۔اب دوسری بات تو یہ کہہ رہے ہیں صاحب کہ آدمی سو تا رہتا ہے جسم
خراب نہیں ہو تا لیکن اگر آدمی مر جا ئے تو چند گھنٹوںمیں جسم خراب ہو جا تا
ہے اس کی وجہ بھی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک آدمی سوتا رہتا ہے روح
اس جسم کی حفاظت کر تی ہے اور جب آدمی مرجا تا ہے تو روح جسم کو چھوڑ
دیتی ہے ۔اس لئے انسان نے اس مادی وجود میں مادی جسم میں اتنا زیادہ روح
کو پریشان کر دیا ہوتا ہے کہ روح آدھی سو جا تی ہے ۔تو وہ جیسے ہی آدمی
مر تا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک نظام ہے اس نظام میں اس کو چھوٹ مل
گئی ہے تو وہ اس سڑان سے اس تافن سے جان چھوڑانے کی کوشش کر تی
ہے ۔جیسے ہی وہ اس تافن سے جان چھوڑانے کی کو شش کر تی ہے وہ تافن
بکھر جا تا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے ومستکرون وماتعون ...اہ
وقت معین تک آدمی کو زندہ رہنا ہے زمین کے اندرتو روح اللہ تعالیٰ کے حکم کی
پابند ہے ۔حضور قلندر باباا ولیاء نے مجھے ایک واقعہ سنایا حضرت بہائو دین
زکریا ملتانی کا وہ بیمار ہو گئے کسی طرح ٹھیک نہیں ہو ئے ملائکتہ الموت میں
داخل ہو گئے تو سب پریشان تھے بچے ان کے دروازے پر دستک ہو ئی ایک بزرگ
آئے انہوں نے ایک لفافہ دیا کہ بھئی اپنے والد صاحب کو یہ دے دو ،انہوںنے وہ خط
پڑھا خط پڑھنے کے بعد اپنے بیٹے سے کہا کہ سب کو میراسلام عرض کریں اور

کہ آدھے گھنٹے کے بعد آپ تشریف لائیں ۔اس آدھے گھنٹے میں انہوں ن ے اپنا جو
نصیحت کر نی تھی ،معافیاں مانگ کر واپس کر نی تھیں،طوبہ استغفار کر نا تھا
نماز میں جو بھی کر نا تھا انہیں آدھے گھنٹے میں کر نا تھاانہوں نے پورا کر لیا اور
ان کے بعد ان کا انتقال ہو گیا ۔انتقال ہو گیا قبر میں ان کورکھ دیا گیا ۔واپس آئے
واپس آکر بڑے بیٹے کو خیال آیا ایک بزرگ آئے تھے وہ کون تھے ابا نے کہا بھئی آدھے
گھنٹے بعد واپس آجائو وہ خط پڑ ھ کر تکیے کے نیچے رکھ دیا تھابڑے صاحب زادے نے
تکیہ اٹھا یا تووہ پرچہ وہاں موجود تھا انہوں نے اس کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ
میں اللہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو
یاد فرمایا ہے آپ کیا کہتے ہیں آپ کا کیا حکم ہے ۔ان کو پتا ہے وہ ملائکہ الموت
ہے انہوں نے حضرت بہائو دین زکریا ملتانی نے خط پڑھا اور کہا کہ بھئی آدھے
گھنٹے کے بعد آنا وہ آدھے گھنٹے کے بعد اب دیکھئے جسمانی وجود ہم سب میں
ہیں ہمیں ملائکہ الموت گھنسیٹ کے لیجاتا ہے ہم جانا نہیں چاہتے وہ ہمیں
گھنسیٹ کے لیجاتا ہے ۔لیکن اولیاء اللہ اس انتظار میں رہتے ہیں کب اس قید
سے جان چھوٹے وہاں ملاکہ الموت بھی آتا ہے تو حکم کا انتظار کر تا ہے کہ ان
کی ایجازت سے لیکر جائوبات کیا ہے حضرت بہائودین زکریا ملتانیمیں انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر کام کر رہی ہے ۔تو جس بندے کے لئے بھی
ملاکہ الموت کا طلبـ گار ہو اس کا اللہ سے کتنا تعلق ہوگا اور اس کا جسم
بھئی کیسے خراب ہوسکتا ہے ۔جسم کا خراب ہونے کا معاملہ جو ہے وہ یہ ہے
کہ انسان کے اندر انبیاء کی طرز فکر کا عمل ہوشہداء کیا چیز ہے شہداء کے
بارے میں آپ دیکھئے نے وہ جان ہو ئے ہنستے کھلتے ہو ئے اپنی جان کا نظرانہ الگ
تشویش کر دیتے ہیں ۔خالص انبیاء کی طرف سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے
یہ بتایا کہ اللہ نے پیدا کیا اللہ ہی کے لئے تم زندہ ہو اللہ کے لئے ہی مر نا چاہئے
وہ جسم بھی اللہ نے بنا یا اور جو اللہ کے لئے اپنے ارادے اختیار سے اپنے آپ کا
قربان کر دیتا ہے ۔وہ اللہ کا دوست بن جا تا ہے ۔اور اس کے اوپر موت وارد ہو
تی ہے۔مطلب یہ ہے کہ حواس کی جو دورخ دندا ہے بیداری کے حواس ،خواب
کے حواس،ٹائم اسپیس کے حواس،آزاد حواس، محدود حواس،اب جب وہ آزاد ہو
جا تا ہے حواس کی ساری کار فرمائی ہے یہ جسم کی یہ جسم ہو جاتا ہے ۔اللہ
تعالیٰ ہم سب کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامکی طرز فکر پر عمل کر نے کی
توفیق عطا فرمائے ۔اب صورت حال یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
جو طرز فکر ہے یہ تو آپ کو پتا چل گیا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
طرزفکر کیا ہیں سیدھی سچی طرز فکر یہ ہے یہ کہتے ہیں کہ یہاں وہاں
ساری کائنات میںاللہ کے علاوہ کچھ نہیں اب آپ جب زندہ رہتے کھا نا کھائیں تو
کھا نا تو آپ ہی کھا رہے ہیں آپ یہ سوچ لیںکہ اللہ نے ہمیں کھا نا کھلا یا ہےتو
کیا فرق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیاس لگا ئی آپ نے پانی پیا آپ یہ سوچ لیں کہ
اللہ کتنا اچھا ہے کہ وہ ٹھنڈا پانی پلاتا ہے ۔پانی تو آپ نے ہی پیا سیراب تو آپ
ہی ہو ئے اللہ کوپانی بھی نہیں چلا گیا ۔اللہ نے اولاد دی آپ کو آپ خوش ہو ئے

یہ بھی اللہ کتنا اچھا ہے کہ مجھے کھلونے دے دئے مجھے اولاد عطا کر دی ۔اولاد
کی تربیت کر یں اس لئے اولاد کی تربیت کر یں اللہ نے آپ کے دل میں ان کی
تربیت فرض کر دی اولاد کی اس لئے پرورش نہ کریں کہ وہ بوڑھاپے میںآپ کے
کام آئے گی ۔اولاد کی پرورش اس بنیاد پر نہ کریں کہ وہ بوڑھاپے میں آپ کی
لاٹھی کے کام آئے گی ۔کوئی اولاد لاٹھی نہیں ہو تی لیکن اگر ہم نے اپنے اولاد کی
پر وارش اللہ کے لئے کر دی تو وہ اولاد آپ کے کام آئے گی ۔ اس لئے کام آئے گی
وہ اولاد بھی یہ سوچے گی مجھے اللہ نے کیسا اچھا باپ دیا۔جب آپ کے ذہن میں
یہ ہو گا اللہ نے مجھے اولاد دی اور مجھے اس کی تربیت اس لئے کر نی چاہئے کہ
اللہ نے میری ڈیوٹی لگا دی کہ میں اس کو انسا ن بنا ئوں ظاہر ہے آپ اسے
انسان بنا دیں گے ۔تو وہ اولاد آپ کی انسان بن جائے گی تو کتنا بڑا ہے میرا اللہ
ہے رحم کریم ہے ایسا اچھا باپ دیا تو آپ کی خدمت کریں ہم بھی اس کی
خدمت کر تے ہیں ۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرزفکر کو اپنانے کے لئے آپ
کچھ بھی کریں کچھ بھی کریں اس کا رخ اللہ کی طرف ہو یہ پرکٹس ہے ایک
مشق ہے جیسے جیسے یہ پرکٹس اور مشق بڑھتی چلی جاتی ہے اس کی
مناسبت سے آدمی کے اندر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرزفکر منتقل ہو
جاتی ہے ۔اور جتنی جس کے اندر صلاحیت تو ہو ئی نہیں سکتی انبیاء تو انبیاء
ہی ہے لیکن جتنی زیادہ زیادہ انبیاء کی طرز فکر منتقل ہو تی ہےاسی مناسبت
سے اس کا ذہن مادیت سے آزاد ہو جا تا ہے ۔ اور جیسے جیسے ا س کا ذہن
مادیت سے آزاد ہو جا تا ہے ۔ اسی مناسبت سے اس کو اس روح سے قربت
حاصل ہو جاتی ہے ۔اپنی روح سے قربت حاصل ہو جاتی ہے ،اب ظاہر ہے روح
نہ سڑ تی ہے، نہ گلتی ہے ،نہ کھا تی ہے، نہ پیتی ہے ،تو انسان کے اندر وہ
حواس پیدا ہو جاتے ہیں جو حواس اس کو انسان کی زندگی میں زندہ رکھتے
ہیں ۔دیکھئے خواب کی زندگی میں آپ چوبیس گھنٹے سوتے رہتے ہیں ۔نہ آپ کو
پانی پینا منہ آپ کو کھا نا کھا نا ،مطلب وچوبیس گھنٹوں کے بعد آپ اٹھو گے آپ
کو بہت بھوک لگے گی ۔لیکن اگر آپ چوبیس گھنٹے بیدار رہیں تو چوبیس گھنٹوں
میں کتنی دفعہ آپ کو بھوک لگے گی شاید ہی آپ بتا پائیں ۔بات کیا ہے خواب
کی زندگی میں آپ روح سے قریب ہو گئے ہیں ۔اب روح کھا تی پیتی نہیں ہے
بغیر کھا ئے زندہ رہتی ہے ۔تھکتی بھی نہیں ہے ،بیمار بھی نہیں ہو تی،کبھی آپ
نے کسی کو دیکھا ہے کوئی آدمی سوتے ہو ئے بیمار ہوا ہو ۔اب جب آپ بیداری
میں آجاتے ہیں تو ظاہر ہے آپ روح سے دور ہو جاتے ہیں اور جیسے جیسے آپ
کی روح سے دوری واقع ہو گی تو اسی حسا ب سے آپ کو پریشانیاں بھی ہو
نگی ۔ آپ بیمار بھی ہو نگے ۔آپ کو دماغی خلفشار بھی ہو گا ۔انبیاء کی
طرزفکر حاصل ہو نے کے بعد جو جوہر پیدا ہو جاتا ہے جو وصف پیدا ہو جاتا
ہے وہ یہ ہو تا ہے کہ وہ مادی وجود میں رہتے ہو ئے سارے کام کر تا ہے کھا تا
بھی ہے ،پیتا بھی ہے ،کاروبار بھی کر تا ہے ،کھیتی باڑی بھی کر تا ہے ،شادی بھی
کر تا ہے ،لیکن اس کا ذہن مادی وجود میں منحمک نہیں ہو تا اس کا ذہن اللہ

کی طرف وابسطہ ہو تا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے ہم رسول اللہﷺ کے طرز فکر کو چلتے ہو ئے اپنی زندگی کو روح سے قریب لائیں ۔
شکریہ اختتام

خطبات

خواجہ شِمسُ الدّین عظیمی

Acd 109

Track 2

Time :19:33

۲۔پیغمبر او ر اولیاء اللہ کے آنے کے بعد بھی انسان ان کی تعلیمات سے دور کیوں ہو گیا ؟

کچھ سوال ہمارے سامنے آئے اس میں منصور عالم صاحب نے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اصلاح کے لئے بے شمار پیغمبر کواس دنیا میں بھیجا اور محمد رسول اللہﷺ کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیااور اولیاء اللہ کی صورت میں انسان کے ساتھ اصلاح نعمت ہے ۔بزرگان دین کو مگر دیکھا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے ویصال کے بعد کچھ عرصہ تک تو مسلمان صحیح راستہ پر چلے۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا مسلمان دوبارہ اسی دور میں داخل ہو رہا ہے۔ وہ حضور اکرم سے تعلق رکھتا ہے اور اس وقت جو دن با دن صورت حال بگڑی ہو ئی ہے ۔اس کی اصلاح سمجھ میں نہیں آتی اس کی اصلاح کیسے ہوگی ۔جب کہ اس دنیا میں کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہو گا برائے کرم اس اصلاحی پروگرام کے لئے وضاحت فرمائیں ۔

عظیمی صاحب :حضور ﷺکا ارشاد ہے کہ میں اپنے بعد اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں ۔کچھ احادیث ایسی بھی ہو تی ہیں کہ جب حضورپاک ﷺ کے ارشادات کو اقوال کو جو قرآن میں قلم مند کر نا شروع کیا اورحضور کو پتا چلا میں جو بھی کچھ کر تا ہوں وہ اس کو قلم مند کر دیتا ہے تو اس حضور نے منا فرمایا اور یہ فرمایا کہ میں اپنی طرف سے دو کتابیں نہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں یہ اگر احادیث صحیح ہے تو پھر یہ بات بالکل واضع طور پر سامنے آجاتی ہے کہ اصل کتاب جو ہے وہ قرآن ہے اور حضور پاک ﷺ نے یہ ارشاد فرما یا کہ میں اپنے بعد اپنی کتاب چھوڑ کر جارہا ہوں ۔حضور پاک کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میری کوئی بات اس کو آپ احادیث بھی کہہ سکتے ہیں قرآن سے ٹکرائو ہو قرآن سے مطابق نہ ہو تو اسے چھوڑ دو اس کا مفہوم یہ ہوا حضور پاک ﷺ کی ساری زندگی ،حضور پاک ﷺکا سارا عمل ،حضور پاک ﷺ کی زندگی ساری جدوجہد اور

کوشش،یہ قرآن پاک،کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔جیسے جیسے زمانہ
گزرتا گیا اسی مناسبت سے حضور پاکﷺ کی جوانوارتھے لوگوں کودلوں میںجس
صحابہ اکرام کے ،صحابہ اکرام کے انوار ،حضور پاک کے انوار زیر نبوت کے انوار
صحابہ اکرام میں موجود رہے۔اور جیسے جیسے صحابہ اکرام کا وقت حضور سے
دور ہو تا چلا گیا لوگ کہتے ہیں صحابہ اکرام تعلیم میں جو مختصر یہ ہے کہ
جیسے جیسے دور دوسرے بھائی نے لکھا ہے۔ حضور پاک ﷺ کے دورسے مسلمان دور
ہو تے چلے گئے اسی مناسبت سے حور نبوت سے بھی دور ہو گئے ۔اور حورنبوت
سے دوری کی جو بنیادی وجہ ہے تاریخ اسلام میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ
فتوحات ہو ئی بہت زیادہ مسلمانوں پر ان فتوحات کی وجہات پربجائے اس کے
رسول اللہﷺ کی طرز زندگی کو رائج کیا جا تا ہے۔ وہ دولت کی لالچ میاور
حوس میں گرفتار ہو گئے اور نتیجے میں جیسے جیسے دنیا میں دولت میں مال و
زر میں ان کی حوس بڑھتی چلی گئی اسی مناسبت سے و ﷺ قرآنی تعلیمات سے
دور ہو تے چلے گئے ۔آج کا دور بھی یہی ہے سب کہتے ہیں ہم حضور ﷺ کے امتی
ہیں۔ ہم حضور پاک ﷺ کے عاشق ہیں ،ہم حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
نقش قدم پر چل رہے ہیں ۔چلنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔چلنے کے لئے تیار
ہیں۔لیکن فی الواقع حضور پاک ﷺ کی زندگی کو ہماری آج کی زندگی اس کے
لئے قطع ہے۔اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس میں حضور پاک ﷺ کا رہن
سہن جو بھی ہے ایک حجرے تھا اس میں حضور پاک ﷺ تشریف فرما ہو تے تھے ۔
اتنا رتن تھا جب تہاجد کی نماز میں فرمایا کر تے تھے قائم فرماتے تھے تو حضرت
بی بی عائشہ کے پیر گرتے تھے سجدے میں جس طرح یہ ساری عمر حضور کے
پاس چٹائی رہی کجھور کی تب ایک چاندے کا تکیہ تھا جس میںکجھور کے پتے
تھے ۔اس میں حضور سو یا کر تے تھے ۔ حضرہ بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ
زندگی بھر میرے پاس ساتھ برتن سے زیادہ آٹھواں بر تن ہی نہیں تھا۔ تو مطلب
یہ ہوا کہ حضور آپ یہ نہیں سمجھئے حضور کو ئی بسترا بیچھا نہیں سکتے
تھے ،حضور محل تعمیر نہیں کر سکتے تھے ،حضور کو ئی بڑا گھر نہیں بنا سکتے ۔
حضور کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کر دی ۔حضور نے سادہ زندگی
گزار کر ایک مثال قائم کی ہے کہ اگر میرے امتی اگر سادہ زندگی بسر کریں گے
۔میرے امتی اگر دنیا کو سب کچھ نہیں سمجھیں بہتر نہ سمجھیں تو وہ میری
طرز فکرپر قائم رہیں گے ۔اور جیسے ہی میری امت میں مال، دولت ،حس
وحوس، لالچ یہ پیدا ہو جائے تو میری امتی نہیں ہے ۔اب حضور پاک ﷺکی زندگی
اور قرآن پاک کی تعلیمات کا موازنہ کیا جاتا ہے تو قرآن یہ کہتا ہے جو لوگ سونا
چاندی جمع کر تے ہیں اور اللہ کے لئے خرچ نہیں کر تے ان کے لئے آپ ﷺ عذاب
لاعلیم کی بشارت دے دیں ۔اب یہاں صورت حال ہے ہر آدمی جو ہے نے اسے اللہ
پر یقین ہے ،نہ اللہ کے رسو ل اللہ پر یقین ہے یقین ہے تو دولت پر یقین ہے ہر
آدمی یقینا دولت سے لوٹ رہا ہے دولت جمع کر رہا ہے مکان بنا رہا ہے۔ اس
میں بھی ذرا سود ملازمت کر رہا ہے، سود کام کر رہا ہے۔ اب ایک آدمی بغیر

سوت کے نہیمکان بنا لیتا لیکن بغیر سوت کے ظاہر ہے وہ سیدھا سادہ مکان بنے
گا چھونپڑے بنے گے ۔ہاوس بلڈنگ یا بنک سے آپ قرضے لیں گے تو اس میں لا ئٹ
ہائوس کی طرح آپ کا محل بن جائے گا جو بنوایا ہے ۔دیکھئے بنیادی وجہ رسول
اللہﷺ کی طرز فکر سے دوری کی یہ ہے کہ ہم نے میٹل کو خدا بنا لیا ہم چھوٹے
ہیں ۔کبھی ہم کہتے ہیں خدا ہمارا ہے ۔ہم ہمارا کسی کے اوپر خدا کے اوپر
کسی آدمی کا یقین نہیں ہے ۔ہمیں تو بس پیسے پر یقین ہے ،دولت کے اوپر یقین
ہے ،جس میل میں جس فیکٹری میں کام کر رہے ہیں اس سیٹ پر یقین ہے ۔
جس ادارے میں کام کر رہے اس مالک کے اوپر یقین ہے ۔خدا پر یقین نہیں ہے
کیونکہ خدا پریقین نہیں ہے کیوں کہ خدا پر یقین نہ رہا میٹل اور مادیت پر یقین
ہوگیا ہے ۔اس لئے مسلمان ضمیر خراب ہے اور جب تک مسلمان اس میٹل کی
اور مادیت کی زندگی کو خود کو آزاد نہیں کر ے گا تو پریشان رہے گا ۔حضور پاک
ﷺ کی طرز فکر کو کبھی بھی وہ حاصل نہیں کر سکتا ۔تو یہ جوکہتے ہیں
صاحب کیسے ہو گا کیا ہو گا کبھی تو حالات ایسے نظر آتے ہیں کچھ دن قوم تباہ
برباد ہو جائے گی ۔جس طرح دوسری قومیں ہو گئی ہیں۔اس لئے کہ کہییے
نظر نہیںآتا کو ئی مسلمان اس بات کی کوشش کر رہاہوکہ ہم نے حضور کی
طر ز زندگی کو اختیار کرنا ہے ۔جس طرح حضور رہتے تھے اس طرح ہمیں رہنا
ہے ،جس طرح حضور محبت کرتے تھے اس طرح محبت کر نا ہے،اور وہ تسلیم
بات جس کو حضور نے آخری خطبہ میں تاصب منا فرمایا آپ اپنے بھائیوں کی
طرح رہنا کوئی گورا ہے ،کوئی کالا ہے،نہ اجمعی ہے،نہ عربی ہے اگرکچھ ہے تو
وہ یہ ہے کہ وہ متقی ہے اور اللہ اسے جانتا ہے اور وہ اللہ کو جانتا ہے اور اللہ
کا دیا ہوا ہے آدمی کا ااتنا بڑا گھر ہے کیسے اس کے پاس گاڑی ہے کیسے اس کے
وسائل ہیں۔ اس کے حساب سے سب جانتے ہیں ۔تو اب بظاہر تو یہ نظر آرہا
ہے اس سے قوم نہیں نکل سکتی ۔اس لئے کہ جن لوگوں پر ذمہ داری ہے
سمجھانے کی وہی اس سلسلے میں تشکیل نہیں کر رہے اب دیکھئے نہ سود ہے
ہمارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ سود لیتے ہیں اور جو لوگ سود دیتے
ہیںوہ میرے ساتھ کھلی دشمنی کر رہے ہیں وہ میرے دشمن ہیں ،کھلے دشمن
ہیں اب ایک مجبوری ہے ہمارے پاس کہ سود کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتے۔
لیکن اگر ہمارے علماء اکرام وہ کسی بھی فرکے سے تعلق رکھتے ہوں ۔دیوبندی
ہو ں ،بریلوی ہوں ،وہابی ہوں ،اہل حدیث ہوں ،ہمارے دانشور ہمارے پیران
زیر جن کے پاس بڑی بڑی بجلیاں ہیں جن کے لاکھوں مرید ہیں ۔ہمارے مطابق
جو اپنی ایک حیثیت رکھتے ہیں ۔اگر یہ سب ایک پلٹ فارم پر اسی لئے جمع ہو
گئے کہ بھئی ہمارا تو مسئلہ سیاسی میں ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں دشمن
کہا تو اللہ سے دشمنی کس طرح ہو ئی تو ظاہر ہے اگر سر جوڑ کر بیٹھیں گے
ایسا تو نہیں ہے ایسے ملک ابھی یہاں موجود ہو جیسے چائنہ کے ملک میں
مشہور ہے وہاں سود نظام ہی نہیں ہے ۔تو اب ایسی صورت جب ہم بیٹھیں
گے سر جوڑ کر تو ہمارے ذہن میں کو ئی نہ سیاست ہو گی ۔نہ ہمارے ذہن میں

حکومت کا اقتدار ہو گا ۔اب یہ ہمارے پاس بھی یہی منشاء ہے کہ کس طرح
حکومت مل جائے کس طرح ہر قبضہ کر لیا جائے،کس طرح گزارے مل جائے، کس
طرح حکومت مل جائے کس طرح مقصد یہ ہے کہ وہ سارے جمع ہوں سیاست
کو الگ ذہن سے نکال کر سی اس با ت کے لئے متحد ہو جائیںکہ اللہ یہ جو ہمیں
دشمن کہہ رہا ہے اس سے ہم نکلنا ہے۔ ہم تکلیف اٹھا لیں گے تھوڑی سی اپنا
ایک نظام بنائیں گے ۔پاکستان میں اللہ نے کیا کچھ نہیں کیا پیڑ یہاں ہیں معدنیات
یہاں ہیں ہر چیز موجود ہے ۔اگر یہاں ایسا نظام سسٹم قائم ہو یہ جو اللہ
کہہ رہا ہے تم میرے دشمن ہو ہمیں یہ ثابت کرناکہ ہم اللہ کے دشمن
نہیںہیں ۔تو سود کی بات یہاں ختم ہو ئی ۔کوئی آواز آج تک نہ آپ نے سنی نہ
ہم نے سنی یہ اتنے بڑے بڑے جماعتیں ہیں ۔مذہبی جماعتیں بھی ہیں ،سیاسی
جماعتیں بھی ہیں بڑے بڑے مدرسے بھی ہیں ہیں ۔بڑے بڑے دانشور بھی ہیں ۔بڑے بڑے
ایسی مقدر بھی ہیں کہ جب وہ تقریریں کر تے ہیں تو آدمی جو ہے جو چاہے ان
سے کروائے ۔لیکن کبھی ایسی آواز نہیں اٹھی یہ اللہ نے جب ہمیں دشمن کہا تو
ہم کون سی اسی تدبیر کریں کہ اللہ ہمیں دشمن نہ کہے تودوسری غور طلب
بات یہ ہے جب اللہ نے آپ کو دشمن کہہ دیا تو آپ کو سکون کیسے ملا آپ کو
حضور کیسے ملے آپ اقتدار اعلیٰ پر کیسے قابل ہو نگے اللہ تو آپ کو دشمن کہہ
دیا اور یہ بڑھ کر بات یہ ہے کہ اللہ آپ کو دشمن کہہ رہا ہے آپ نمازیں پڑھ
رہے ہیں تو اللہ کے دشمن کی نماز کیسے قبول ہو سکتی ہے، اللہ آپ کو
دشمن کہہ رہا ہے آپ حج کر رہے ہیں تو اللہ کے دشمن کا حج قبول ہو گا،
بھئی بحیثیت نماز روزے یہ سب دوستی کی باتیں ہیں کہ اللہ کا دوست ہے۔ جو
نماز پڑھتا ہے نماز قائم کر تا ہے تو وہ دوست دوست کو خوش کر رہا ہے ۔اللہ
تو آپ کو دوست مان ہی نہیں رہا ہے۔ اللہ تو آپ کو دشمن کہہ رہا ہے ۔اور
کسی آدمی کو یہ لگتا ہے اللہ کا کہنا جو قرآن میں ہے اس میں سے اعتبار ہی
اٹھ جائے اللہ میاں تو کہتے رہتے ہیبڑے میاں بوڑھے ہو گئے لاکھوں سال ان کی
عمر ہو گئی کہنے دو دشمن کہہ رہے ہیں تو کہنے دو۔ جب یہ قرآن کہہ رہا
ہے سود کی لین دین کرنے والے لوگ میرے دشمن ہیں ۔تو کیسے کیا ہے اصلاح تو
اصلاح کا طریقہ ایک ہی ہے کہ یہ جو دشمنی کا ٹھاپہ لگ گیا ہے ہمارے اوپر ہم
اس سے نکلیں تو جب تک ہم اللہ کی دشمنی سے نہیں نکلیں گے۔اصلاح کہاں
ہو گی اب دیکھئے ساری دنیا میں ایسا لگتا ہے کہ مسلمان چارا بنے ہو ئے ہیں
جس کا دل چاہتا ہے جاتا ہے جس کا دل چاہتا ہے جاتا ہے ایران میں کیا ہوا ہر
جگہ جس جگہ دیکھو مسلمان ہی مر رہا ہے مسلمان ہی مٹ رہا ہے ۔
مسلمان ہی ذلیل و خوار ہو رہا ہے ۔ایک ارب کی آبادی ہے وسائل کی بھی
کمی نہیں ہے ارب انسان تو مسلمان ہی نہ وسائل بھرے پڑے ہیلیکن وسائل
بھی ادھر کی جاکر جمع ہو جاتے ہیں جو مسلمانوں کے دشمن ہیں تو میری
سمجھ میں ایک بات آتی ہے میں نے دو چار ہائوس میں ایسی تقریریں ہو ئیں
جہاں علماء بھی موجود تھے وہاں بھی یہ بات کہ بھئی نماز روزے حج زکوٰۃ ہے

قوم لڑنے کو بھی تیار ہے قوم قلندر بی ہے لیکن سوال یہ ہے ہم نماز پڑھتے ہیں
ہمارا دل کیوں نہیں لگتا ہم اللہ کو پکارتے ہیں تو اللہ جواب میں لبیک کیوں
نہیں کہتا جبکہ ہم اللہ و اکبر کہتے تو اللہ کہتا ہے ہاں میرے بندے میں دیکھ رہا
ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تمہیں دشمن کہہ رہا ہے ۔اب جب دشمن
ہو گئے ہم تو بھئی رسول اللہﷺ رحمت العالمین ہیں اللہ کے محبوب ہیں ۔اللہ
نے ساری کائنات بنا ئی۔ ان کی خیرات ہمیں پڑی ہو ئی ہے اس لئے ہماری
شکل ورنہ اللہ سے میرا خیال ہے سب کی بھولے ہو ئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے
قانون کے اللہ تعالیٰ ایک وقت تک چھوٹ دیتا ہے۔ کب تک اللہ تعالیٰ چھوٹ دے گا
۔مسلمانوں کی سلطنت چھوٹ گئی مسلمانوں کا اقتدار ختم ہو گیا۔ مسلمان
پہلے حاکم تھے اب غلام بن گئے۔ ذلیل وخوار ہو گئے۔ اب کل کیا ہو اللہ کو پتا
ہے ۔ساماہے سارا یا اللہ یہ کر ،یا اللہ یہ کر،یا اللہ یہ کر،یا اللہ یہ کرو عمل
کچھ بھی نہیں تو بغیر عمل تو بھئی حضور قلندر بابا اولیاء فرمایا کرتے تھے بغیر
عمل کے دعا قبول نہیں ہو تی ۔ اگر بغیر عمل کی دعا ہو تی تو حضور علیہم
الصلوٰۃ والسلام کو جہاد کرنے کی توفیق نہ ہو تی ۔٣١٣آدمی جمع کر کے لے گئے
میدان میں اور وہاں جا کر کہا یا اللہ اتنے ہی آدمی ملیں ہیں ۔اب تو دین کی
حفاظت فرما او ران کی مدد کرفرشتے نازل کر مسجد میں بیٹھ کر دعا نہیں کی
میدان میں جاکر دعا کی کہ یا اللہ میں آگیا ہوں لڑنے لیکن یہ بہت ہیں میں
بہت مختصر تو اللہ نے اس عمل کے نتیجے میں اپنے پیغمبر کی دعا قبول کی اور
آپ دیکھئے شروات ہو ئی تو ہماری صورت یہ ہے کہ بھئی ایک اور مسئلہ کھڑ
اہوا ہے ۔فلاح آدمی کو بلائو وہ بہت اچھی دعا کر اتا ہے ۔ بہت اچھی دعا کیا
مطلب اس میں کو ئی شعر پڑھے گاکچھ گائے گا لمبی کرے گاپندرہ منٹ بیس
منٹ اب وہ ایسے بھی میں نے سنا ہے لوگ دعا کر انے کے پیسے لیتے ہیں ۔ہمارے
یہاں خاتون آتی ہیں وہ دعا کرواتی ہیں ان کی دعا بڑی ہو تی ہے ساڑھے ساتھ
سو روپے فیس لیتی ہیں اب آپ غور تو کریں ہم کھڑے کہاں ہیں ۔بھئی آپ عمل
کریں اب نماز ہے نماز میں کیا چیز نہیں ہے ۔نماز میں اللہ کے ہاتھ بھی ہو تے
ہیں دعا بھی نماز میں دعا بھی ہے، نماز میں حمد بھی ہے، نما ز میں درود بھی
ہے، نماز میں نعت بھی ہے ،کون سی ایسی چیز ہے جو نماز میں نہیں ہے۔ لیکن
نمازیں پڑھتے ہیں اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا نتیجہ تو بعد کی بات ہے دل ہی
نہیں لگتا ۔اگر عشاء کی آپ سترہ رکعت نماز پڑھتے ہیں تو سترہ رکعت میں
چوبیس سجددے ہو تے ہیںتو ایک سجدہ بھی ایسا نہیں ہو گا جس کوہم نے کہا یا
اللہ تیرا شکر ہے کہ سجدہ کرنے سے ہمارا ضمیر مطمئن ہوا ہو ہے۔و گا بھی
کیسے مہینوں گزر گئے سالوں گزر گئے نماز بھی پڑھ رہے ہیں روزے بھی رکھ
رہے ہیں لیکن اللہ سے کو ئی رابطہ اور تعلق نہیں ہے ۔اس کی وجہ یہ ہے ہم
حضور پاک ﷺ کی سیرت طیبہ پڑھتے ہیں اخباروں میں رسالوں میں کتابوں پڑھتے
بھی ہیں خوش بھی ہو تے ہیںآداب و احترام بھی کرتے ہیں۔ لیکن جب عمل کا
وقت آتا ہے تو عمل نہیں ہو تا زبانی جمع خرچ ہے لیکن زبانی جمع خرچ سے نکل

کر آپ اپنے اند ر کے جو حوا س ہیں اس کو نہیں جاگائیں اس کو نہیں بیدار کریں
تو اس وقت یہ خلاف حکم رہے گا ۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم ما شا
اللہ اتنے سارے لو گ ہیں کم از کم ایک چیز بھول کر رہے ہیں تو یہ مجبوری برا
تو صیحح ہے اب تو اس کو برائی نہیں سمجھتا بھئی اس کوبرا سمجھنے کے لئے
کچھ تو صلاح ہو گی ۔کسی کے محتاج ہو نگے ۔آئندہ کو ئی ایسی تبلیغ سمجھ
میں آئے گی اللہ تعالیٰ کی دشمنی سے ہم کس طرح نکلیں تو یہ جو آپ نے لکھا
ہے کہ صاحب یہ کیوں ہو رہا ہے یہ اس لئے ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بنا ئے
ہو ئے قوانین پر عمل نہیں کر رہے اور حضور پاک ﷺ نے جو ہمیں طرز فکر عطا
کی ہے اس سے ہم بہت دور ہو رہے ہیں اور دعویٰ یہ کر رہے ہیں کہ امتی
ہیں تو یہ تو جھوٹ اور منافقت ہے ۔اختتام۔